افادات حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ

# حقوق العباد
# کی
# اہمیّت

حقوق العباد اتنی بڑی چیز ہیں، لوگوں کو اسکی پرواہی نہیں، نماز روزہ کرتے ہیں، تسبیح پڑھتے ہیں، کسی کا اناج دبالیا، زمین دبالی، خصوصاً زمینداروں کو بالکل اس طرف توجہ نہیں اور وہ کہتے ہیں۔

لاریاستۃ الابالسیاسۃ - ریاست بدوں سیاست کے نہیں ہوتی۔

ای بالسیاسۃ المتلفۃ لحقوق الغیر - یعنی ایسی سیاست سے جو حقوق غیر کو تلف کرنے والی ہو۔

ایک صاحب بہت معمر ہمارے ہاں کے پرانے کا چونہ اکھاڑ رہے تھے، کہا گیا یہ کیا کرتے ہو جواب دیا اجی میں مخادیم بھی ہوں جیوں بھی ہوں غرض یہ مخدومیت و شیخ زادگی کا قیام بغیر ظلم نہیں ہوتا اس لئے ظلم کرتا ہوں کہ ظلم نہ کرنا شیخ زادگی کے خلاف نہ ہو چونکہ مخادیم ہیں۔ اس لئے بغیر ظلم کیسے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ انہوں نے ہی کہیں مسخرے میں سے لیکر کاٹ لیا۔ کہیں کسی کا قرض سے کر مار لیا۔ چار سو پانچ سو چار ہزار۔ پانچ ہزار کچھ پرواہ ہی نہیں، زمینداری میں بڑا ظلم ہوتا ہے، اس سے قلب مسخ ہو جاتا ہے۔ (بھلائی برائی کی تمیز نہیں کر سکتا۔)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کافر کا حق مارلو اس کا کچھ حرج نہیں۔ حالانکہ یہ زیادہ حرج کی بات ہے۔ اس لئے کہ قیامت میں جب نیکیاں چھین کر اہل حقوق کو دی جاویں گی تو مسلمان کو ہی اگر ملیں تو اچھا ہے اس سے کہ کافر کو ملیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ بڑے محقق عالم تھے۔ فرمانے لگے کہ اگر بے ایمانی کرنا ہو تو مسلمان کا حق مارے کافر کی حق تلفی نہ کرے تاکہ نیکیاں کافر کے پاس نہ جاویں، اسی طرح ایک اور لطیف بات فرماتے تھے جس سے آپ کی شانِ محققیت ظاہر ہوتی ہے۔ فرمانے لگے جو شخص اولیاء اللہ اور ملائکہ کو سجدے کرے وہ زیادہ احمق ہے، اس شخص سے جو فرعون کو سجدہ کرے، ظاہر ہے کہ ایک بادشاہ کے سامنے دو شخص ہوں جن میں سے ایک تو کہتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں، دوسرا ہاتھ جوڑے کھڑا ہے کہ میں غلام ہوں، اب تین شخص آئے ان میں سے ایک نے تو بادشاہ کو بادشاہ تسلیم کیا اور دوسرا شخص جو دعویٰ بادشاہی کرتا ہے۔ اسے باغی سمجھا اور تیسرے کو غلام قرار دیا۔ یہ شخص تو منصف اور عاقل ہے۔ اور ایک شخص نے باغی کو بادشاہ سمجھ کر اسکی اطاعت کی اور

بادشاہ کی پرواہ نہ کی تو یہ سرکش اور نادان ہے۔ اور تیسرے نے غلام کو بادشاہ، اس سے زیادہ احمق ہے۔ اسی طرح فرعون تو اپنے کو خدا کہتا تھا۔ اگر اس کے اس دعویٰ سے کوئی دھوکا میں آجاوے اتنا عجیب نہیں جتنا اولیاء اللہ جو کہ خود غلامی کے مقر ہیں۔ ان کو سجدہ کرنا اور ان کے ساتھ وہ برتاؤ کرنا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا زیبا ہے عجیب ہے۔

اسی قبیل سے یہ بات ہے کہ اگر حق تلفی ہی کرنا ہے تو کسی مسلمان کی کرے تاکہ نیکیاں کافر کو تو نہ ملیں مسلمان ہی کے پاس رہیں۔ پلیٹ فارم پر خلاف قانون بغیر ٹکٹ چلا جانا پندرہ سیر بوجھ سے جانے کی اجازت ہے، اس سے زیادہ لے جانا یہ سب حقوق العباد میں داخل ہے۔ میرے ایک دوست چند بار انٹر میں تھرڈ کا ٹکٹ لے کر سوار ہو گئے اور کبھی بغیر محصول ریل میں قاعدے سے زیادہ اسباب لے گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی فہرست بنائی ہے۔ اور اب ادا کر رہے ہیں۔ اگر کسی کو شبہ ہو کہ ہمارے ذمہ ایک روپیہ رہ گیا تو اب یہ مشکل ہے کہ اسٹیشن پر ادا کرے اگر رسید نہ ہو تو شاید مہتمم اسٹیشن خود ہی رکھ لے اور اگر رسید ہو تو اس میں اقرار جرم ہے۔ فوجداری کا مقدمہ قائم ہوتا ہے۔ سو اچھا شریعت پر عمل کیا کہ یہ نوبت پیش آئی۔ جواب یہ ہے کہ اگر واقعی شریعت پر عمل کیا جاوے تو پوری راحت اور عین یتیسر ہو سکتا ہے۔ یہ خرابی تو جب ہی پیش آئی جبکہ شریعت پر عمل نہ کیا۔ اور اب جو اس نے توبہ و تدارک کا ارادہ کیا ہے تو حق تعالیٰ کا یہ وعدہ اس کے لئے پورا ہوگا۔

| | |
|---|---|
| ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ | یعنی جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اسکی رہائی کر |
| من حیث لا یحتسب | دیتا ہے۔ (مشقتوں سے) اور ایسی جگہ سے |

رزق دیتا ہے، جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔

(جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول من حیث لا یحتسب۔ اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ رزق کے بارہ میں اس کو مشقت اٹھانی نہیں پڑتی اور وہ کامل طور سے غیر اللہ کی طرف نہیں نظر کرتا اور فی الجملہ غیر کیطرف نظر کرنا ایسی جگہ میں کہ جہاں رزق ملنے کا گمان ہے، اسکو ضروری ہے۔)

اور وہ وعدہ اس طرح پورا ہوا ہے کہ میرے ایک دوست نے اس رقم ریلوے کے ادا کرنے کی ایک ترکیب سوچی ہے۔ اور مجھ سے بیان کیا کہ جس لائن کی رقم رہ گئی ہے۔ اس رقم کا اسی لائن کا ٹکٹ جتنی دور تک کا مل سکے خرید کر چاک کر ڈالے اور استعمال میں نہ لاوے۔ (اس لئے کہ جس لائن کا نقصان کیا تھا وہ اس طریق پر پورا کر دیا گیا۔) میں نے بھی پسند کیا مگر یہ خیال رہے کہ ایک لائن کا حق دوسری لائن کا ٹکٹ لینے سے ادا نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کمپنی جدا ہے۔ ایسٹ انڈیا، اودھ روہیل کھنڈ وغیرہ۔ مگر یہ وقت ایسا عجب ہے۔ کہ اگر کوئی حقوق سے سبکدوش ہونا چاہے تو اس کو احمق بتاتے ہیں۔ چنانچہ میرے ایک دوست بی اے سفر میں بوجہ تنگی وقت بغیر وزن

کرائے اسباب کے ریل میں سوار ہوگئے، اسٹیشن پہ پہنچ کر ٹکٹ بابو سے کہا کہ اسباب بظاہر زیادہ ہے اور قصہ بیان کیا اور کہا کہ آپ وزن کر کے محصول لے لیجئے وہ منہ دیکھنے لگا اور کہا سے بھی جاؤ بغیر محصول کے انہوں نے کہا کہ آپ مالک نہیں اس لئے آپ کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ وہ ان کو اسٹیشن ماسٹر کے پاس لے گیا، اس نے بھی وہی کہا جو ٹکٹ بابو نے کہا تھا، انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو اسکو جواب دیا تھا، پھر وہ دونوں باہم انگریزی میں گفتگو کرنے لگے یہ بھی بی اے تھے گفتگو کو سمجھ گئے وہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے شراب پی ہے۔ انہوں نے کہا میں نے شراب نہیں پی، اہلِ حق کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں۔

یہ روایت شاید پہلے بھی میں نے بیان کی ہے لوگوں کو اتنی اجنبیت ہوگئی ہے حق سے کہ کسی کا حق ادا کرنے سے فسادِ عقل تصور کیا جاتا ہے۔ (ذرا غور فرمائیے مخالفین اسلام کے اخلاق مہذبہ اور دیانت اور نئی روشنی پر) واقعی انہوں نے شراب محبتِ الٰہی تو پی تھی جس نے ایسا مست کر دیا اور وہ مست لا یعقل ہی ہونے کیلئے پی جاتی ہے ؎

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند   صاف گر باشد ندانم چوں کند

یعنی جب ایک گھونٹ خاک آلودہ مجنون بنا دیتا ہے۔ اگر صاف و شفاف ہو تو نہ معلوم کیا کرے گا۔ یعنی جب تھوڑی محبت الٰہی غیر خالص یہ اثر کرتی ہے۔ اگر خالص ہو تو نہ معلوم کیا کرے گی۔ ؎

آزمودم عقل دور اندیش را   بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

عقل دور اندیش کو بارہا آزمایا جب اس سے کام نہ نکلا تو اس کے بعد اپنے آپ کو میں نے دیوانہ بنایا۔

بادہ در جوشش گدائے جوش ماست   چرخ در گردش اسیر ہوش ماست

یعنی شراب اپنے جوش میں ہمارے جوش کی محتاج ہے۔ آسمان گردش میں ہمارے ہوش کا اسیر ہے۔

غرض ان لوگوں نے محصول نہیں لیا۔ آخر انہوں نے اسباب وزن کر کے ٹکٹ خریدا اور پھاڑ کر پھینکدیا اور اس طریق پر حق ریلوے ادا کیا۔ یہ اسی محبت کا نتیجہ ہے۔ کہ ایسا خوف غالب ہوا کہ بغیر ایصال حق چین نہ پڑا۔ دین وہ چیز ہے۔ کہ بغیر اس کے امن دنیا میں قائم نہیں رہ سکتا۔

لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها و ادعوه الی اعبدوه۔

تم لوگ زمین میں بعد اس کے کہ اسکی درستی کر دی گئی ہے۔ فساد مت پھیلاؤ اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔

⁂

عابد کبھی مفسد نہیں ہو سکتا قیامت تک یہ سب حقوق العباد ہیں جو شہادت سے بھی معاف نہیں ہوتے پس اس شب میں باوجود رحمت کے عام ہونے کے بھی جن کی مغفرت نہ ہوئی، سمجھئے کہ بڑے ہی ناقابل ہیں۔ اس پر ایک مضمون

یاد آیا ؎

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر — تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ خدا تعالیٰ ان پر رحمت فرمانے کا ارادہ کرتے ہیں اور پھر بھی، ان کی ناقابلیت کے سبب رحمت ان سے متعلق نہیں ہوتی، جیسے کسی کا قول ہے ۔ ؎

نقصان ز قابل ست وگرنہ علی الدوام — فیض سعادتش ہمہ کس را برابر ست

نقصان قابل کی طرف سے ہے ورنہ محبوب حقیقی کا فیض سعادت تمام لوگوں پر برابر جاری ہے ۔ ■■